

## 115954- مسلسل حمل کے ڈر سے چالیس دن سے قبل استقطاطِ حمل کا حکم

سوال

ایک عورت کو اپنے چار ماہ کے بچے کو دودھ پلاتے ہوئے یہ علم ہوا کہ وہ دوسرے یا تیسرا بیٹھتے کی حاملہ ہے، تو یہاں چارہ ماہ کے اندر اندر دوبارہ حمل ہونے کی وجہ سے لاحق ہونے والے اندیشے کے باعث استقطاطِ حمل کروانا جائز ہے؟ مزید برآں کہ ابھی اسکا نومولود بچہ دودھ پلانے کی مدت میں ہے؛ اور حمل کی وجہ سے وہ اپنے بچے کو دودھ بھی نہیں پلا سکے گی۔

پسندیدہ جواب

اول :

فتاویٰ کرام کا چالیس دن سے پہلے استقطاطِ حمل کے بارے میں مختلف آراء رکھتے ہیں، چنانچہ متعدد حنفی اور شافعی فتاویٰ کے ساتھ ساتھ حنبلی فتاویٰ اسے جائز کہتے ہیں۔

جیسا کہ ابن ہمام رحمہ اللہ "فتح القدير" (3/401) میں کہتے ہیں:

"حمل ٹھہرنے کے بعد ساقط کرنا جائز ہے؟ جائز ہے، بشرطیکہ انسانی تخلیق مشروع نہ ہو، مزید برآں دیکھ کر موقعاً [حنفی فتاویٰ کا] کہنا ہے کہ: تخلیق 120 دن گزرنے کے بعد ہی شروع ہوتی ہے، اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ فتاویٰ نے "تخلیق" سے روح پھونکنا مراد یا ہے، وگرنہ 120 دنوں کے بارے میں انکی یہ بات غلط ہو گی؛ کیونکہ حمل میں 120 دنوں سے قبل جی انسانی اعضا کی نشوونما شروع ہو جاتی ہے" انتہی

اسی طرح رملی رحمہ اللہ "نہایۃ الحاج" (8/443) میں کہتے ہیں:

"راجح موقف کے مطابق روح پھونکنے کے بعد کسی طور سے بھی استقطاطِ حمل حرام ہے، لیکن روح پھونکنے کے قبل جائز ہے" انتہی

اور اسی طرح: "حاشیہ قبیوی" (4/160) میں ہے کہ:

"روح پھونکنے کے قبل استقطاطِ حمل کسی دوا وغیرہ کے ذریعے کرنا بھی جائز ہے، لیکن غزالی کی رائے اس کے خلاف ہے" انتہی

مرداوی رحمہ اللہ "الانصاف" (1/386) میں کہتے ہیں:

"نطفہ ساقط کرنے کیلئے دوا کا استعمال کرنا جائز ہے، "الوجيز" [حنبلی فضیل کی کتاب] میں یہی بات مذکور ہے، اور "الغروع" میں بھی اسی کو بیان کیا گیا ہے، البتہ ابن الجوزی نے "احکام النساء" میں کہا ہے کہ: "یہ عمل حرام ہے، جبکہ "الغروع" میں ہے کہ: کتاب "الغنوون" میں ابن عقلی کی گفتگو سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ: "روح پھونکنے سے قبل استقطاطِ حمل جائز ہے" اسے ذکر کرنے کے بعد انہوں نے کہا: "یہ بات بھی کسی اعتبار سے درست معلوم ہوتی ہے" انتہی

ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ "جامع العلوم والحكم" میں کہتے ہیں کہ:

"رفاعہ بن رافع سے نقل کیا گیا ہے کہ: میرے پاس عمر، علی، زبیر، اور سعد سمیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام جمع ہوئے، اور "عزل" [جماع کے دوران انزال باہر کرنا] کے بارے میں گفتگو شروع ہو گئی، تو سب نے کہا: "اس میں کوئی حرج نہیں ہے"، اس پر ایک آدمی نے کہا کہ: "کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ زندہ درگور کرنے کی چھوٹی صورت ہے"، اس پر علی رضی اللہ عنہ نے کہا: "زندہ درگوری اس وقت شمار ہو گی جب سات مراحل گزر جکپے ہوں، سب سے پہلے مٹی کا سلالہ [جوہر]، پھر اس سے نطفہ، پھر علٹہ [لو تھڑا]، پھر

مضنه [جایا ہوا]، پھر گوشت، اور پھر باقی اعضا کی تخلیق" اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا : "تم سچ کہتے ہو، اللہ تعالیٰ آپ کو لمبی زندگی دے " اس روایت کو دارقطنی نے "الموقوف والمحلف" میں نقل کیا ہے۔

پھر اس کے بعد ابن رجب رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"ہمارے فتنائے کرام نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ جب نطفہ لوتحڑا بن جائے تو عورت کلیئے استقطاب حمل کی اجازت نہیں ہے، کیونکہ یہ نطفہ اب بچے کی صورت اختیار کرنا شروع ہو گیا ہے، تاہم نطفہ کے مرحلہ میں استقطاب حمل جائز ہے، اس لئے کہ ابھی بچے کی صورت شروع نہیں ہوئی، اور یہ بھی ہو ستا ہے کہ نطفہ بچے کی شکل اختیار ہی نہ کرے " انتہی [کیونکہ نطفہ سے اگر لوتحڑا بن جائے تو بچے کی نشوونما ہوتی ہے، اور اگر نطفہ کی شکل میں ہی رہے تو بچہ کی نشوونما نہیں ہوتی۔ مترجم ]

جبکہ تمام بالکل فتنائے مطلق طور پر اسے منع قرار دیتے ہیں، یہی موقف کچھِ خفی، شافعی، اور حنبلی فتنائے کرام کا ہے۔

چنانچہ دردیر رحمہ اللہ "الشرح الکبیر" (2/266) میں کہتے ہیں :

"رحم میں موجود ممی کو چالیس دن سے پہلے خارج کروانا جائز نہیں ہے، اور اگر روح پھونک دی جائے تو اجتماعی طور پر حرام ہوگا" انتہی

تاہم کچھ فتنائے کرام نے اس عمل کو جائز قرار دینے کلیئے عذر کی شرط لگائی ہے، اس کی تفصیلات کلیئے دیکھیں : "الموسوعۃ الفقہیۃ الخوییۃ" (2/57)

سپریم علماء کونسل کے اجلاس میں منظور شدہ قرارداد میں ہے کہ :

1- حمل کے کسی بھی مرحلہ میں استقطاب حمل جائز نہیں ہے، البتہ کسی شرعی عذر کی بنا پر انتہائی سُلگیں اور دشواری کی حالت میں اس کی اجازت ہے۔

2- اگر حمل کا ابھی پہلا مرحلہ یعنی ابتدائی چالیس دن کی مدت میں ہو تو شرعی مصلحت، یا بڑے نقصان سے بچنے کلیئے ساقط کرنا جائز ہے، تاہم اس مدت میں صرف اس وجہ سے حمل ساقط کرنا کہ بچوں کی پرورش میں مشقت ہو گی، یا انکی تعلیم و تربیت کے خرچے برداشت نہیں ہوں گے، یا اس لئے ساقط کرنا کہ جتنے بچے موجود ہیں یہی کافی ہیں، تو یہ درست نہیں ہے " انتہی "الفتاویٰ الجامعہ" (3/1055)

دانسی فتویٰ کمیٹی کے فتاویٰ (21/450) میں ہے :

"اصل یہی ہے کہ کسی بھی مرحلے میں شرعی عذر کے بغیر استقطاب حمل جائز نہیں ہے، تاہم اگر حمل ابھی تک نطفہ یعنی ابتدائی چالیس دن کی مدت میں ہے، اور کسی شرعی مصلحت یا ماں کو حمل کی وجہ سے نقصان کا خدشہ ہے تو استقطاب حمل جائز ہوگا، لیکن اس میں بچوں کی پرورش، ان کے خرچے، اور تعلیم و تربیت کے لئے درکار مشقت کی وجہ سے استقطاب حمل درست نہیں ہے، اسی طرح معین تعداد میں بچوں پر اکتفاء کرنا بھی غیر شرعی عذر شمار ہوتا ہے۔"

اور اگر حمل کی مدت چالیس دن سے زیادہ ہو چکی ہے؛ تو ایسی صورت میں استقطاب حمل حرام ہوگا، کیونکہ چالیس دن کے بعد نطفہ علقة [لوتحڑا] بن جاتا ہے، اور یہ مرحلہ تخلیق انسان کی ابتداء ہوتی ہے، چنانچہ اس مرحلے میں پہنچنے کے بعد استقطاب حمل جائز نہیں ہے، اور اگر معتبر طبی ماہرین کی ٹیم یہ رائے دے کہ حمل ٹھہر نے سے ماں کی زندگی کو تطری ہوگا، اور اگر حمل جاری رہا تو ماں کی زندگی شدید خطرے میں چلی جائے گی، تو ایسی صورت میں استقطاب حمل جائز ہوگا" انتہی

سوال میں مذکور صورت کے بارے میں یہی ظاہر ہے کہ استقطاب حمل جائز ہے، کیونکہ مسلسل حمل کی صورت میں ماں، اور شیر خوار بچے کو نقصان کا خطرہ ہے۔

واللہ اعلم۔